VFAST Transactions on Islamic Research
https://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2024, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 12, Number 2, July-December 2024 pp:81-110

A Scholarly Review of the Islamic Principles of Parenting and Contemporary Approaches,
جائزہ علمی کا اسلوب معاصر اور اصول شرعی کے تربیت کی والدین

Faiza Israr [1*],Dr Karim Dad[2]
[1*](MPhil Scholar), Department of Islamic Studies, AWKUM,Pakistan
[2](Associate Professor) Department of Islamic studies Abdul Wali Khan University Mardan,Pakistan

ARTICLE INFO

Keywords
Parental Involvement, Children's Development, Islamic Teachings, Quran, Hadith, Parenting, Role Modeling, Self-esteem, Moral Growth, Social Skills, Balanced Parenting.

***Correspondence Author**
faizaisrar531@gmail.com

DOI: 1970.vfast-tir.v12i2/21015.10

Article History
Received
November 12, 2024
Accepted
December 15, 2024
Published
December 30, 2024

ABSTRACT

This research article explores the dual impact of parental involvement on children's character and behavioral development, drawing on insights from Islamic teachings in the Quran and Hadith. It investigates how parental attitudes, engagement, and role modeling influence various dimensions of a child's upbringing, including mental, emotional, physical, and moral growth. Positive parental interactions, characterized by love, encouragement, and support, are shown to foster children's self-esteem, resilience, and adaptability, helping them navigate social and personal challenges. Such interactions also facilitate the development of core moral values, religious understanding, social skills, and self-discipline, which are essential for healthy personality formation. However, the study also addresses the adverse effects that arise from parental neglect, harshness, or excessive strictness, which can create feelings of fear, resentment, and inadequacy in children. These negative experiences may inhibit children's potential for positive personality development and social adjustment. This article underscores the importance of a balanced, compassionate, and informed approach to parenting, with parents serving not only as authority figures but as supportive guides, to help their children become constructive and well-integrated members of society.

تربیت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم :

لفظ " تربیت " ایک وسیع مفہوم رکھنے والا لفظ ہے ، اس لفظ کے تحت افراد کی تربیت ، خاندان کی تربیت ، معاشرہ اور سوسائٹی کی تربیت ، پھر ان قسموں میں بہت سی ذیلی اقسام داخل ہیں ۔ ان سب اقسام کی تربیت کا اصل مقصد وغرض ، عمدہ ، پاکیزہ ، بااخلاق اور باکردار معاشرہ کا قیام ہے ،

تربیت کا لغوی معنی:

لفظ تربیت ربی یربی کا مصدر ہے جس کا معنی ہے نشوونمادینے اضافہ ہونے یا بڑھنے کے ہیں[1]، لفظ تربیت اسم مونث ہے جس کے معنی پرورش پالنا تعلیم دینا تادیب تعلیم واخلاق اور تہذیب کے ہیں۔"ر،ب،ا،" سے تربیت کا لفظ ہے جس کے انگریزی میں معنی بچہ کی پرورش کرے ہیں: He Fed Nourished Reared or Brought up a child [2]

The Creative Commons Attribution 4.0 International license

رَبُ" کا لفظ اصل میں مصدر ہے اور استعارہ کے طور پر فاعل کے معنی میں مستعمل ہے اور مطلق ہونے کے صورت میں سوائے اللّٰہ تعالیٰ کے ، جو جملہ موجودات کے مصالح کا کفیل ہے اور کسی پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ۔ اللّٰہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :

" بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُور "[3]

" عمدہ شہر اور آخرت میں گناہ بخشنے والا پروردگار "

امام راغب اصفہانیؒ[4] فرماتے ہیں:

الرب کے معنی تربیت کرنا ، یعنی کسی چیز کو تدریجا نشوونما دیکر حد کمال تک پہنچانے کے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ التربیت

" ھو النشاء الشی حالا فحالا الی حد التمام"[5]

کسی چیز کو یکے بعد دیگرے ایک حالت سے دوسری حالت میں اس طرح نشوونما دیتے رہنا کہ حد کمال کو پہنچ جائے،

رب کا لفظ بطور مصدر استعمال ہو تو اس کا معنی تربیت دینا ہوتا ہے

الرب : "ھو المبلغ کل ما ابدع حد کمالہ الذی قدرہ "[6]

رب وہ ہے جو اس چیز کو جسے اس نے ایجاد کیا ہے کمال کی اس حد تک پہنچا دیتا ہے جو حد اس چیز کے لئے اس نے مقدر فرمائی ہو

علامہ آلوسی[7] رقمطراز ہیں:

" تبلیغ الشئی الی کمالہ بحسب استعداد الازلی شیئا فشیئا"[8]

"کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد وفطری صلاحیت کے مطابق آ ہستہ آ ہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا"

لغت عرب میں لفظ تربیت کے کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے مکمل کرنا اصلاح کرنا۔ اور پرورش کرنا، [9]

تربیت کا اصطلاحی تعارف :

تربیت وہ جوہر ہے جو انسان کو ہرکام کا اہل بنا دیتا ہے خواہ وہ کام کسی نوعیت کا کیوں نہ ہو یہ طبعیت میں گھرائی اور سوجھ بوجھ میں مہارت پیدا کرتی ہے،[10]

تربیت اپنی شرعی معنی کے اعتبار سے انسانی نفس کی اصلاح اور اس تمام پہلوؤں کی نشوونما کرکے حدکمال تک پہنچا دینے کا نام ہے،[11]

آسان الفاظ میں " تربیت " کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ بُرے اخلاق وعادات اور غلط ماحول کو اچھے اخلاق وعادات اور ایک صالح ، پاکیزہ ماحول سے تبدیل کرنے کا نام " تربیت " ہے ،

تربیت یعنی کسی کے اندر مناسب رفتار پیدا کرنے اور اس کو اچھے ہدف تک پہنچانے اور اس کی استعداد کو اجاگر کرنے کیلے کمالات کی طرف حرکت دینے کا نام تربیت ہے۔

1.0 تربیت کا مفہوم :اہل لغت کے نزدیک " ربانی " ریان کی طرف منسوب ہے لیکن عام طور پر فعلان (صفت)فعل اسے آتا ہے ، جیسے سکران ، عطشان ، ایک رائے یہ ہے کہ رب ُ کی طرف منسوب ہے اور "ربانی " وہ ہے جو علم کی پرورش کرے جیسے حکیم (یعنی حکمت کو فروغ دے) یہ بھی کہا گیا ہے کہ رب مصدر کے طرف منسوب

ہے اور ربانی وہ ہے جوعلم سے اپنی پرورش کرے ، درحقیقت یہ دونوں معنیٰ باہم متلازم ہیں کیونکہ جس نے علم کی پرورش کی اس نے اپنی ذات کی بھی تربیت کی ۔ اور جو شخص اس کے ذریعے اپنی ذات کی تربیت کرے گا وہ علم کو بھی فروغ بخشے گا ۔ [12]

لفظ " تربیت " ایک وسیع مفہوم رکھنے والا لفظ ہے ، اس لفظ کے تحت افراد کی تربیت ، خاندان کی تربیت ، معاشرہ اور سوسائٹی کی تربیت ، پھر ان قسموں میں بہت سی ذیلی اقسام داخل ہیں ۔ ان سب اقسام کی تربیت کا اصل مقصد وغرض ، عمدہ ، پاکیزہ ، بااخلاق اور باکردار معاشرہ کا قیام ہے ۔

ڈاکٹر حمید اللہ خان مرحوم لفظ تربیت کی محسوس مثال عرب جاہلیت کے معاشرتی پس منظر میں کچھ اس طر ح بیا ن کرتے ہیں کہ اہل مکہ کے ہاں تربیت دلانے کا یہ طریقہ تھا کہ تجارت کے جو کاروان جایا کرتے تھے اس میں کسی معمر کے ساتھ نو عمروں کو بھیج دیا کرتے تھے، چونکہ مکہ کی زندگی کا دارمدار بہت بڑی حد تک تجارت پر تھا ، اس لئے اس طریقے کی اہمیت مکہ والوں کے لئے کچھ تھی ، ظاہر ہے سفر کے تجارت کا فائدہ ماسوائے تھا ۔ [13]

لفظ تربیت کے مترادف الفاظ :

لفظ " تربیت" کے مترادف الفاظ ، تادیب ، حجر ، تزکیہ ، اخلاق اور تطہیر ہیں جو اپنے فروق کے ساتھ مختلف معانی میں مستعمل ہیں ۔ لفظ تادیب جو اَدب سے ماخوذ ہے عہد رسالت میں سے یہ مستعمل ہے اسی طرح اُردو زبان میں مہذب او ر شائشتہ بنانے کا لفظ معروف ومشہور ہیں ۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں :

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ [14]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس کسی کے پاس بھی کوئی باندی ہو اور وہ اسے پورے حسن و خوبی کے ساتھ ادب سکھائے، پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کے بھی تو اسے بھی دوگنا ثواب ملتا ہے“ کتب حدیث میں باقاعدہ ایک باب موجود ہے جو کتاب الادب ہے جو اسی معنی پر دلالت کرتا ہے ،

اسی طرح روایات میں لفظ " حجر " تربیت کے معنی میں آتا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہے ،

عن عمر بن ابی سلمہ یقول " کنت غلاما فی حجر رسول اللہ ﷺ " حافظ ابن حجر عسقلانیؒ [15] فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ "حجر " تربیت کےمعنی میں مستعمل ہے ۔

" ای فی تربیتہ وانہ یربیہ فی حضنۃ تر بیۃ الولد“[16]

لفظ تربیت بھی روایات میں بچے کو تدریجا نشوونما دے کر حدِ کمال تک پہنچانا کے معنی میں آیا ہے ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

” من ربیٰ صغیرا حتی یقول لاالہ اللہ لم یحاسبہ اللہ عزوجل “[17]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بچہ کی اس طرح تربیت کی کہ وہ کلمہ پڑھ نے لگے تو اللہ تعالی اس کا محاسبہ نہیں کرے گا ۔لفظ تربیت جہاں اپنے مترادف الفاظ رکھتا ہے وہاں اس کی عمومیت بھی پائی جاتی ہے ۔ علامہ فخرالدین رازیؒ فرماتے ہیں کی تربیت کی ایک اور قسم "تربیت روحانیہ " ہیں، قران کریم کی سورۃ النحل کی پہلی آیت کے تحت لکھتے ہیں

” فکان هذا اشارة الی التربیۃ الروحانیة “[18]

مختصر یہ کہ لفظ تربیت میں عمومیت ہے اور یہ اپنی اقسام میں دینی ودنیوی دونوں پہلو لئے ہوئے ہے ، یعنی اخلاق ر ذیلہ سے نفس کی اصلاح ۔

تربیت نفس کے لئے قرآن کریم میں لفظ ” تزکیہ “ آیا ہے ۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانویؒ [19] فرماتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ” یزکیھم“ بھی ہے ۔ [20]

ارشاد باری تعالی ہے ،

" قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى، "[21]

" بے شک وہ کامیاب ہوا جو ہوگیا اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی "

تربیت کی اقسام:

بچے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں اگر اُنھیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کام مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لئے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی ۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے ، اس لئے ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے ۔ اولاد کی تربیت بچپن میں نقش علی الحجر ہوتی ہے ، بچپن ہی میں اگر بچے کو صحیح دینی اور اخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بڑے ہونے کے بعد بھی وہ ان پر عمل پیرا رہے گا ۔ اس کے بر خلاف اگر درست طریقہ سے ان کی تربیت نہ کی گئی تو بلوغت کے بعد ان سے بھلائی کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی ، نیز بلوغت کے بعد وہ جن بُرے اخلاق واعمال کا مرتکب ہوگا ، اس کی ذمہ دار اور قصور وار والدین ہی ہوں گے ، جنہوں نے ابتدا ہی سے ان کی صحیح رہنمائی نہیں کی ۔ نیز اولاد کی اچھی تربیت اور دینی تربیت دنیا میں والدین کے لئے نیک نامی کا باعث اور آخرت میں کامیابی کا سبب ہے،جب کہ نافرمان وبے تربیت اولاد دنیا میں بھی والدین کے لئے وبالِ جان ہوگی اور آخرت میں میں بھی رسوائی کا سبب بنے گی ،

2.0 : فردی تربیت ایک فرد کی تربیت معاشرے کی تربیت کا سبب بنتی ہے۔ اگر ہر فرد تربیت یافتہ ہوگا تو اس سے ایک معاشرہ تشکیل پائے گا۔ اگر فردی تربیت نہ ہوگی تو معاشرے کا فرد قرار نہیں پائے گا اور پھر فردی تربیت میماں باپ کی طرز فکر کو دیکھا جاتاہے کہ جس طرح کے وہ لوگ عقائد رکھتے ہونگے اسی طرح اس کی تربیت کریں گے۔

3.0 :اجتماعی تربیت اجتماعی تربیت جیسے استاد وشاگرداور مدرسہ واسکول کی تربیت کہ کس طرح کامعلم ہو تو تربیت پانے والے افرادکو کیاکرنا چاہیے،اسکول کا اثر تربیت اجتماعی طور پرکیا ہوتاہے اور اجتماعی تربیت میں کونسی چیزوں کی رعایت کرنی چاہیے اور اجتماعی تربیت کی کیا قدروقیمت ہے؟ ۔بہر حال اور بہت سے امور میں بحث ہوگی کہ اجتماعی تربیت مختلف افراد اور مختلف قومیںاور استعداد وغیرہ، مورد بحث ہیں۔

4.0 : ۔جسمانی تربیت کہ ورزش کے لیے مثلاًاعضاء صحیح وسالم ہونے چاہیں یا اعضائے جسمانی اور اعصاب اور گوشت و پوست وغیرہ کی کیسے تربیت کی جائے ؟۔ انھیں کیسا رکھا جائے ؟،غذا کونسی ہونی چائیے؟ عقل و ہوش کیساہو؟ حواس ظاہری خمسہ کی تربیت اورحافظہ و شعور کی تربیت، پھر جسمانی تربیت میں طاقت وکمزوری وغیرہ سے بحث ہوگی اور مختلف حالات سے بحث مثلاًجسم کے لیے کونسی چیز یںمضر ہیں اورکونسی چیزیں مفید ہیں۔

5.0 :روحانی تربیت‌روحانی تربیت کے متعلق پہلے کافی گفتگو ہو چکی ہے کہ جس طرح جسم کے لیے غذا و لباس کی ضروت ہے ۔اسی طرح روح کی ضرورت کوبھی مدنظر رکھ کر اسے اس کی ضروریات فراہم کی جائیں۔

6.0 : معاشرتی تربیت‌کہ ایک انسان معاشرے میں کس طرح زندگی گزارے اور کس طرح معاشرے کی ذمہ داری کو نبھائے ۔

مذکورہ بالااقسامِ تربیت کے علاوہ اور بھی اقسا م ہیں لیکن مشہور ومعروف اقسامِ تربیت یہی ہیں ۔

تربیت اولاد کی ضرورت واہمیت :

اولاد کی تربیت واصلاح کا فریضہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کسی بھی قوم کی نونہالوں اور بچوں کی متواتر تعلیم و تربیت اور تہذیب واخلاق،نہایت لازم و ملزوم ہے کیونکہ بچے اور بچیاں دور کم سنی اور والدین کے گہوارہ پرورش و پرداخت میں ہی پھلتے اور پھولتے ہیں۔تاریخ شاہد ہے کہ جن والدین نے اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کامکمل نظم و انتظام کیا ان کے بچے مستقبل کے مثالی اور آئیڈیل افراد میں شمار کئے گئے۔ خود بھی چراغ انسانیت بنے اور خاندان وسماج کے لئے بھی باعث راحت وعِبرت بنے ۔اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ جن ماؤں اور بزرگوں نے اپنے بچوں کی اصلاح و تربیت میں غفلت وبے اعتنائی سے کام لیا ان کے بچے اور بچیاں حالات زمانہ کے دھارے میں بہہ گئے اور جہالت وضلالت ان کے مقدر بن گئے۔انسان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ اس کی اولاد ہوتی ہے ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کا بچہ شریف نیک خواہ اور عظیم مراتب کا حامل ہوجائے۔مگر اس تمنائی خام کی مکمل یافت اسی وقت ممکن ہے جب صدق دل اور جذبہ دروں کے ذریعہ بچوں کی تربیت وہدایت کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔

تمام مخلوقات میں انسان کی تربیت سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ انسان ہی اس روئے زمین کا واحد فرد ہے جس پر زمین کی صلاح وفساد کا انحصار ہے ۔اس انسان کو اللہ تعالیٰ نے ارادہ و اختیار کا مالک بنا کر دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز بنایا اور اس کو خیر وشر نیکی وبدی وبھلائی کی راہ دکھانے کے لئے کتاب بھی دی اور انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ بھی جاری کیا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا ۔

انسان کی نسلوں کو اسی اعتبار سے تربیت کے لمبے عرصے اور مرحلوں سے گزارنے کی تلقین اور تعلیم تمام ادیان میں اور تہذیبوں میں ملتی ہے کیونکہ اس انسان کے اعمال پر اس دنیا میں امن یا فساد نیکی یا برائی، محبت یا نفرت، کا دار مدار ہے انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے طرف سے ازلی ابدی سلسلہ ہدایت کی آ خری کڑی قرآن مجید اور محمد صلی اللہ علیہ کے ذریعہ اس عظیم ذمہ داری کی اہمیت اور اس کے طریقہ کار کے لئے رہنمائی فرمائی کہ انسان کس طرح اپنی آنے والی نسلوں کو خود ان کے لئے اور تمام انسانیت کے لئے مفید اور باعثِ خیر بنائے۔

اولا د کی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی تربیت والدین کے ذمہ فرض ہے ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کے لیے بے حد رحمت وشفقت کا فطری جذبہ اور احساس پایا جاتا ہے ۔ یہی پدری اور مادری فطری جذبات واحساسات

ہی ہیں جو بچوں کی دیکھ بھال ، تربیت اور ان کی ضروریات کی کفالت پر اُنھیں اُبھار رتے ہیں ۔ ماں باپ کی دل میں یہ جذبات راسخ ہوں اور ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہو تو وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں احسن انداز میں اخلاص کے ساتھ پوری کر سکتے ہیں ۔قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اولاد کی تربیت کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں واضح ارشادات موجود ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

" يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ "[22]

"اے ایمان والو ! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے"

درج بالا آیت قرآنی کے ضمن میں اولاد آدم کو یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ انسان خود اپنی بھی تربیت کرے یعنی اپنی اخلاقی قدار اور اوصاف حمیدہ کی نشوونما کرے تاکہ ذلت و پستی اور جہنم میں جانے کی بجائے انسان بلند مرتبوں تک پہنچے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کی بھی تربیت کرے اور ان کو بھی پستی وذلت اور جہنم کی آگ سے بچائے ۔گویا اس آیت کریمہ کا لہجہ یہ بتلارہا ہے کہ تربیت ایک امر واجب اور ضروری ہے کیونکہ ذلت و پستی اور جہنم سے بچنے اور کمالات کی طرف بڑھنے کے لئے تربیت ضروری ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ تربیت کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان اپنی فردی اور اجتماعی ذمہ داری کو انجام دے اور دوسروں کے حقوق کو پامال نہ کرے اور نہ ہی تجاوز کرے۔

تربیت اولاد کے اہمیت کو احادیث میں بھی بہت واضح طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ احادیث میں تربیت اولاد کے مختلف پہلو اور اہمیت کے اقوال شامل ہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

" عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ

عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ،

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى

مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ [23] "

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خبردار سن لو!تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعایا سے متعلق بازپرس ہو گی۔لہٰذا امیر جو لوگوں کا حاکم ہو وہ ان کا نگہبان ہے اس سے ان کے متعلق بازپرس ہو گی۔اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا ۔اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے اولاد کی نگہبان ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔غلام اپنے آقا و مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا،تو (سمجھ لو) تم میں سے ہر ایک راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے کہ ہر شخص اپنی رعایت کے لیے ذمہ دار ہے، جیسے کہ ایک امیر اپنے لوگوں کی رعایت کے لیے ذمہ دار ہے، اور ایک شخص اپنے گھر والوں کی رعایت کے لیے ذمہ دار ہے۔ یہاں تربیت اولاد کا ذکر بھی ایک مخصوص مقام رکھتا ہے کہ والدین کو اپنے بچوں کی تربیت اور ان کے اخلاقی، دینی اور دنیاوی ترقی کیلئے مسئولیت ہوتی ہے۔

اس ارشاد سے آپﷺ نے ہر ماں،ہر باپ،ہربھائی،ہر چچا ،ہر دادا اور خاندان کے ہر بزرگ اور ہر استاد کے ذمہ لگا دیا کہ تم بچوں کے اخلاق،عادات اور تعلیم کے خدا کے روبرو ذمہ دار ہو۔تم سے سوال کیا جائے گا کہ کیوں ان میں فلاں نیکی موجود نہیں۔کیوں ترقی کی اہلیت کے باوجود انھوں نے ترقی نہیں کی۔

ہر فرد اپنے دائرہ اختیار میں اپنی حدود تک ان سب کا محافظ وذمہ دار ہے۔لہذا کوئی بھی اپنے دینی و دنیاوی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔یہی احساس ذمہ داری ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔بچوں کی تعلیم وتربیت میں ماں باپ دونوں شریک ہوتے ہیں۔مگر ماں کی ذمہ داری ایک اعتبار سے زیادہ ہے کہ بچے فطرتا اسی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔اور زیادہ تر اسی کی رعیت اور نگرانی میں رہتے ہیں۔اس لئے شریعت نے اس کو بچوں پر راعی (نگران) بنایا ہے۔

اس لئے کہ اولاد کی تربیت ہی اپنی والدین اور اپنی برزگوں سے سیکھاتا ہے ، اس لئے اللّٰہ تعالی کا فرمان ہے ۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًاؕ-فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَاؕ-

لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِؕ-ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُۗۙ-وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ [24]

" تو اپنا منہ سیدھا کرو اللّٰہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے

اسی کے ہوکر اللّٰہ کی ڈالی ہوئی بِنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا

اللّٰہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے"

اللّٰہ کی پیدا کی ہوئی فطرت جس پر اس نے لوگوں کوپیدا کیا۔اس آیت میں فطرت سے مراد دینِ اسلام ہے اور معنی یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان پر پیدا کیا،جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے ’’ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک فطرت سے مراد خِلقَت ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے لوگوں کو توحید اور دینِ اسلام قبول کرنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور فطری طور پر انسان نہ ا س دین سے منہ موڑ سکتا ہے اور نہ ہی اس کاانکار کر سکتا ہے کیونکہ یہ دین ہر اعتبار سے عقلِ سلیم سے ہم آہنگ اور صحیح فہم کے عین مطابق ہے اور لوگوں میں سے جو گمراہ ہو گا وہ جنّوں اور انسانوں کے شَیاطین کے بہکانے سے گمراہ ہوگا۔ [25]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، وَيُمَجِّسَانِهِ، [26]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

’’ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے،پھر اس بچے کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنالیتے ہیں‘‘

اس لئے رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اولاد کو ادب اور تربیت سکھاؤ ایسی تربیت دو کہ وہ کہی اور طرف نہ چلے جائے یعنی کہی غیر دین نہ بن جائے اسلئے آپﷺ نے والدین کو حکم دیا ہے کہ ا پنی اولاد کی ایسی تربیت ہونی چاہیے کہ اس میں تین چیزیں راسخ ہوجائے ۔

آقا عَلَیْہِ السَّلَام نے اِرْشاد فرمایا:

’’اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ، حُبِّ نَبِیِّکُمْ ،وَحُبِّ اَہْلِ بَیْتِہٖاوراہل بیت مَحبَّت،وَقِرَاءَ ۃِ الْقُرْاٰنِ‘‘[27]

” اولاد کی تربیت اس طرح کرنی چاہئے کہ یہ تین خوبیاں اس میں راسخ ہو جائیں
نبی کریم ﷺ سے محبت ۲، اہل بیت سے محبت ، ۳ قرآن کریم کی تلاوت کرنا“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے :

آدمی اپنے بچوں کی تربیت میں ہمیشہ ان کے حق میں بہترین سلوک کرے، کیونکہ یہ ان کی دنیا اور آخرت کی امید ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمت میں بچوں کی تربیت کی اہمیت کو بیان کیا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ والدین کو ہمیشہ اپنے بچوں کے حقوق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ فکر کرنا چاہیے، کیونکہ ان کی صحیح تربیت ان کی دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

بچوں کی تربیت انسانی معاشرت کی بنیاد ہے، اور یہ اہمیت اور ضرورت کئی وجوہات پر مبنی ہے۔ یہاں کچھ اہم نکات پر غور کیا جا سکتا ہے۔

7.0 معاشرتی بنیادیں بنانا:بچوں کی تربیت انسانی معاشرت کی بنیادیں بناتی ہے، جیسے کہ احترام، صداقت، امانت، اور ذمہ داری وغیرہ۔

8.0 نئے نسل کی ترقی: بچوں کی صحیح تربیت ایک قوم کی ترقی اور پیشگامی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

9.0 خود آگاہی اور خود کنترول: اچھی تربیت والے بچے خود آگاہ ہوتے ہیں اور اپنے اعمال پر کنٹرول رکھتے ہیں۔

10.0 معاشرتی اور اخلاقی امور میں مہارت*:بچے تربیت کے ذریعے معاشرتی اور اخلاقی امور میں مہارت حاصل کرتے ہیں، جیسے کہ احساسِ مسئولیت، سماجی تعلقات، اور ایتھکیٹ وغیرہ۔

11.0 آتمی اور جسمانی ترقی*: بچوں کی صحیح تربیت آتمی اور جسمانی طور پر بھی اہم ہوتی ہے، جیسے کہ صحت مند زندگی گزارنا اور دنیاوی معاملات میں موفقیت حاصل کرنا۔

بچوں کی تربیت کی اہمیت اور ضرورت اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مستقبل کے لیے ہماری جگہ پر آئیں گے، اور انہیں بہترین طریقے سے تیار کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

بچوں کے رویوں پر والدین کے مثبت اثرات کا جائزہ :

شفقت اور محبت :

12.0 (الف): والدین کی محبت، تعریف اور حوصلہ افزائی بچوں کی شخصیت بنانے میں کردار :والدین کی محبت، تعریف اور حوصلہ افزائی بچوں کے دلوں میں اطمینان و آسودگی پیدا کرتی اور انہیں پسندیدہ اور محبوب ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ دن میں کتنے ہی چھوٹے چھوٹے ایسے کام ہوتے ہیں جس کی وجہ سے والدین بچوں سے محبت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر بات کرتے ہوئے لب ولہجہ مسکراہٹ آمیز بنانا، بچے کو نزدیک بلا کر پیار کرنا اور اس سے شیریں انداز سے محبت بھری باتیں کرنا وغیرہ شامل ہے۔ اس سے بچوں کو دن بھر والدین کی محبت کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ والدین بچوں کو با قاعدہ قریب بلا کر براہ راست ان سے محبت کا برتاؤ کریں بلکہ وہ اپنے کسی بھی طرز عمل سے بچے سے اپنی محبت کا اظہار کر سکتے ہیں ۔[28]

ہر بچہ یہی چاہتا ہے کہ میرے والدین مجھ سے بے پناہ محبت کریں اورمیرے ہر کام پر تعریف اور حوصلہ افزائی کریں۔ بچہ اپنی پرورش کی ابتدا ہی سے کسی نہ کسی کام کو سر انجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی وہ اس کوشش

میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے اور کبھی وہ ناکام رہتا ہے، لہذا والدین کو بچوں کی ہر کوشش پر حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر ناکامی کو بھی ایک طرح کی کامیابی اور تکمیلکی طرف بڑھنے والا ایک قدم سمجھنا چاہیے۔ بچہ جس کام کے لیے کوشش کر رہا ہو تو اس دوران اس کی سعی کو رائیگاں نہیں قرار دینا چاہیے تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں میں بے اعتمادی اور اپنی امیدوں میں ناکامی کے احساس میں مبتلا نہ ہو جائے۔ ناکامی در حقیقت کامیابی کی طرف بڑھتا ہوا قدم ہوتا ہے اور ناکامی سے بچے کو کچھ نہ کچھ سیکھنے کا موقع ضرور ملتا ہے ۔[29]

تعریف، حوصلہ افزائی اور محبت میں سب سے زیادہ اولیت بچوں کی کامیابیوں کو دی جانی چاہیے خواہ وہ کامیابی والدین کی نظر میں کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ وہ کامیابی بچے کی ذاتی صلاحیتوں کے اعتبار سے بہت بڑی ہوتی ہے۔ اگر والدین موقع کی مناسبت سے تعریف اور حوصلہ افزائی کا مظاہرہ کریں گے تو یہ حد درجہ بہتر ہو گی۔ اس لیے کہ کسی بھی کام کی تکمیل کا نظارہ عام طور پر اپنے ساتھ مسرت کے احساسات کو بیدار کر دیتا ہے۔ اس اعتبار سے بچے کو بامقصد کلمات کے ساتھ منسلک کرنے کے لیے ان خصوصی لمحات کی بہت اہمیت ہوتی ہے تا کہ محبت اور حوصلہ افزائی کے ان کلمات کے ذریعے وہ اپنی پوری زندگی میں ایک نئے جذبے سے سرشار ہوسکیں ۔

والدین کی شفقت اور محبت سے بچوں کے جذباتی تحفظ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بچوں کو ایک محفوظ اور مستحکم ماحول فراہم کرتی ہے، جس سے ان کے رویوں میں محبت، اعتماد اور سچائی پیدا ہوتی ہے

13.0 (ب) خوداعتمادی کی تعمیر: شفقت اور محبت سے بچے خوداعتمادی حاصل کرتے ہیں۔ والدین کی تعریف اور حمایت بچوں کو اپنے آپ پر اعتماد کرنے اور مشکلات کا سامنا کرنے کے قابل بناتی ہے ۔[29]

کردار سازی:

14.0 (الف): اخلاقی تعلیم و تربیت: والدین بچوں کو اخلاقی اصولوں کی تعلیم دیتے ہیں، جو ان کے رویوں میں مثبت تبدیلیاں لاتے ہیں۔ یہ بچوں کو درست اور غلط میں فرق کرنا سکھاتے ہیں۔

15.0 (ب): عملی مثال: والدین کی عملی مثال بچوں کے لیے رہنمائی کا باعث بنتی ہے۔ جب والدین خود اخلاقیات پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو بچے بھی انہی اصولوں کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تعلیمی حمایت:

16.0 (الف): تعلیمی رہنمائی: والدین بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں میں دلچسپی لیتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ یہ بچوں کے تعلیمی میدان میں کامیابی کے مواقع بڑھاتا ہے اور ان کے رویوں میں مثبت تبدیلی لاتا ہے ۔[29]

17.0 (ب): تعلیم کی اہمیت کا شعور: والدین بچوں کو تعلیم کی اہمیت کا شعور دیتے ہیں، جس سے بچے تعلیمی میدان میں محنت اور لگن سے کام کرتے ہیں۔

مثبت رویوں کی حوصلہ افزائی:

18.0 (الف): تعریف اور انعامات: والدین بچوں کی اچھی کارکردگی پر ان کی تعریف کرتے ہیں اور انہیں انعامات دیتے ہیں۔ یہ بچوں کو مزید بہتر کارکردگی کے لیے تحریک دیتا ہے ۔

19.0 (ب): تنقید کے بجائے رہنمائی والدین بچوں کی غلطیوں پر سخت تنقید کے بجائے نرمی سے رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ بچوں کو اپنی غلطیوں سے سیکھنے کا موقع دیتا ہے اور ان کے رویوں میں بہتری لاتا ہے ۔[30]

سماجی تعلقات

20.0 (الف): سماجی ہنر کی تعلیموالدین بچوں کو سماجی تعلقات بنانے اور برقرار رکھنے کے ہنر سکھاتے ہیں۔ یہ بچوں کو دوست بنانے، دوسروں کے ساتھ میل جول کرنے اور معاشرتی تعلقات میں بہتری لانے میں مدد دیتا ہے ۔

21.0 (ب): دوسروں کی عزت کرنا:والدین بچوں کو دوسروں کی عزت کرنا سکھاتے ہیں۔ یہ بچوں کو معاشرتی زندگی میں کامیاب بناتا ہے اور ان کے رویوں میں مثبت تبدیلی لاتا ہے ۔[33]

صبر اور تحمل:

22.0 (الف): مشکلات کا سامنا:والدین بچوں کو صبر اور تحمل سکھاتے ہیں۔ یہ انہیں مشکلات کا سامنا کرنے اور ان سے نمٹنے کے قابل بناتا ہے۔

23.0 (ب): جذباتی توازن: صبر اور تحمل کی تربیت بچوں کو جذباتی توازن برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے، جس سے ان کے رویے میں استحکام آتا ہے ۔

دینی تعلیم و تربیت:

24.0 (الف) ایمان کی مضبوطی:والدین بچوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں اور ان کے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔ یہ بچوں کو دین اسلام کی اصولوں پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے اور ان کے رویوں میں نیکی، صداقت اور تقویٰ پیدا کرتا ہے۔

25.0 (ب): نماز اور عبادات کی پابندی:والدین بچوں کو نماز اور دیگر عبادات کی پابندی کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ بچوں کے روحانی رویوں میں مثبت تبدیلی لاتا ہے اور انہیں اللّٰہ کی قریب تر بناتا ہے [31]۔

مثبت رویوں کی ترویج:

26.0 (الف): خوشی اور مسرت:والدین بچوں کے ساتھ خوشی اور مسرت کے لمحات گزارتے ہیں، جس سے بچوں کے رویوں میں خوشی، محبت اور سکون پیدا ہوتا ہے ۔[31]

27.0 (ب): اعتماد اور خود مختاری:والدین بچوں کو اعتماد اور خود مختاری سکھاتے ہیں۔ یہ بچوں کو خود پر بھروسہ کرنے اور زندگی میں فیصلے کرنے کی صلاحیت دیتا ہے ۔

بہترین عادات کی تعلیم:

28.0 (الف): صفائی اور نظم و ضبط:والدین بچوں کو صفائی اور نظم و ضبط کی عادتیں سکھاتے ہیں۔ یہ بچوں کو صاف ستھرا اور منظم زندگی گزارنے کی عادت ڈالتی ہے۔

29.0 (ب): وقت کی پابندی: والدین بچوں کو وقت کی پابندی سکھاتے ہیں۔ یہ بچوں کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور وقت کی اہمیت کا احساس دلاتا ہے ۔[32]

والدین کا کردار اور بچوں کی شخصیت:

30.0 (الف): اعتماد کی تعمیر:والدین کا مثبت کردار بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی خود اعتمادی اور خود مختاری کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

31.0 (ب): مثبت سوچ اور رویہ:والدین کا مثبت رویہ بچوں کو مثبت سوچ اور رویہ اپنانے کی ترغیب دیتا ہے، جو ان کی مجموعی شخصیت پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

بچوں کے جھگڑے میں والدین کردار :

ہر خاندان کے بچوں کا آپس میں جھگڑنا فطری بات ہے اور گھر میں بچوں کے مابین ہونے والے جھگڑے[33] میں کسی ایک کی حد سے زیادہ حمایت کرنا گھریلو ماحول کو خراب کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس عمل سے دوسرے بچوں کے دل میں بیزاری اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

اگر بچوں کے درمیان مسلسل رقابت نظر آئے تو والدین کو بچوں کے جھگڑوں کا احتیاط اور حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لینا چاہیے۔ سب سے پہلے جھگڑے کے سبب کا پتہ لگانا چاہیے کہ جھگڑا کیوں اور کیسے ہوا ؟ اگر اس سبب کو دور کر دیا جائے اور بچوں کو سمجھا دیا جائے تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے۔ عام طور پر بچوں کے جھگڑنے کے تین محرکات ہوتے ہیں:

1. فطری و قدرتی چلبلا پن جو بچے کو سکون سے بیٹھنے نہیں دیتا۔
2. نادانی کی بناء پر اپنی خوشی کی خاطر دوسرے بھائی یا بہن کی خوشی کی پروا نہ کرنا۔
3. بھولپن کی وجہ سے اپنے جذبات کو نہ چھپا سکتا اور اپنے غم ، غصہ، خوشی ، لالچ اور خواہش کا فوراً اظہار کر دینا ۔[34]

عام طور پر جھگڑا اس وقت شروع ہوتا جب دو بچے کھلونوں سے کھیل رہے ہوں تو ایک بچے نے دوسرے بچے سے کھلونا چھیننے کی کوشش کی یا ایک نے دوسرے کو منہ چڑا دیا۔ اس طرح دونوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ یوں دونوں رونےاور چیخنے لگتے ہیں۔

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک بچے کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہو اور دوسرا اپنی چیز کھا چکا ہو۔ اب یہ بچہ اس سے لینا چاہتا ہے یا چھین لیتا ہے تو دونوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بچے ہاکی یا کرکٹ وغیرہ کھیل

رہے ہوں تو ایک فریق جیتنے کا دعوی کرتا ہے جبکہ دوسرا فریق ہار تسلیم نہیں کر رہا ہوتا۔ اسی بات پر ان کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔

بچوں کی ان لڑائیوں میں کینہ یا کدورت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ لڑائی کے فوراً بعد مل کر کھیلنا شروع کر دیتے ہیں گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس لیے والدین کو بچوں کی لڑائی میں کسی ایک کی بے جا حمایت نہیں کرنی چاہیے۔ انہیں احساس دلانا چاہیے کہ لڑنا جھگڑنا بری بات ہے۔ مثال کے طور پر اگر بچوں میں لڑائی ہو تو یوں کہا جائے بیٹا! آپ اپنے بھائی سے لڑتے ہو، اسے مارتے ہو اور اسے اپنا کھلونا نہیں حالانکہ وہ آپ سے چھوٹا ہے اور آپ سے کھیل بھی رہا ہے۔ آپ کو تو اس کا خیال رکھنا چاہیے[34] ۔ بڑوں کا کام تو چھوٹوں کا خیال کرتا ہے اور چھوٹوں کو سمجھایا جائے کہ بڑوں کا احترام آپ پر واجب ہے۔ اس طرح دونوں کو سمجھ کر الگ کر دیا دیتے جائے۔ کچھ دیر بعد ان میں سے ہر ایک کو تنہائی میں بلا کر لڑنے کا سبب معلوم کیا جائے اور لڑائی کی ندمت ان پر واضح کی جائے اور وجہ نزاع کو فوری طور پر دور کیا جائے ۔ ان دونوں کو ایک ساتھ بٹھا کر پیار اور محبت سے مل جل کر رہنے اور کھیلنے کے فوائد بتائے جائیں اور انہیں اس پر عمل کرنے کی نصیحت کی جائے۔

خلاصہ:

والدین کے مثبت اثرات بچوں کی شخصیت، اخلاقیات، تعلیم، سماجی تعلقات اور دینی تربیت میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ والدین کی محبت، شفقت، رہنمائی اور عملی مثال بچوں کے رویوں میں مثبت تبدیلیاں لاتی ہیں، جو انہیں ایک بہتر انسان اور کامیاب مسلمان بننے میں مدد دیتی ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں بچوں کے رویوں پر والدین کے اثرات:

32.0 والدین کی ذمہ داریاں قرآن مجید کی روشنی میں

1.32.0 (الف): بچوں کی پرورش میں والدین کا کردار:قرآن مجید میں والدین کو بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اللّٰہ تعالی نے والدین کو بچوں کی صحیح رہنمائی کا پابند بنایا ہے۔ سورہ التحریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"

ترجمہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ "[35]

33.0 اخلاقیات کی تعلیم:قرآن مجید میں بچوں کو اخلاقیات کی تعلیم دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ سورہ لقمان میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو دی گئی نصیحتیں اس کی بہترین مثال ہیں:

"يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ"

ترجمہ :"اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو، بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت تم پر آئے اس پر صبر کرو "[36]

34.0 (ب) والدین کی تربیت حدیث کی روشنی میں :

1.34.0 والدین کی طرف سے اولاد کے لئے دعاؤں کی اہمیت: نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے بچوں کے لیے والدین کی دعاؤں کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں مذکور ہے:

"ثلاث دعوات يستجاب لهن لا شك فيهن: دعوة المظلوم، ودعوة المسافر ،ودعوة الوالد لولده" [37]

ترجمہ :"تین دعائیں مقبول ہوتی ہیں جن میں کوئی شک نہیں: والد کی دعا اپنے بچے کے حق میں، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا"

2.34.0 والدین کی نیکی اور برائی کا بچوں پر اثر:نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل مولود يولد على الملة فابواه يهودانه او ينصرانه او يشركانه قيل: يا رسول الله، فمن هلك قبل ذلك قال: الله اعلم بما كانوا عاملين به "[38]

ترجمہ" ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے ۱ـہ، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، یا مشرک بناتے ہیں" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! جو اس سے پہلے ہی مر جائے؟ ۲ـہ آپ نے فرمایا: "اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے"۔

1 والدین کی عملی مثال:

1.1 (الف): کردار کی تعلیم:والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے سامنے عملی مثال بنیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بہترین اخلاق کے مالک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت والدین کے لیے مشعل راہ ہے۔

2.1 (ب): محبت اور شفقت:والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کریں۔

والدین کے اعمال کا اثر:

3.1 (الف): اچھے اعمال کا اثر:والدین کے اچھے اعمال کا بچوں پر مثبت اثر ہوتا ہے۔ نیک اعمال کی بدولت اللہ تعالیٰ والدین اور بچوں دونوں پر رحمت نازل فرماتا ہے۔

والدین کا کردار اور بچوں کی شخصیت:

4.1 (الف): اعتماد کی تعمیر:والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں میں خود اعتمادی پیدا کریں اور انہیں مستقبل کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنائیں۔

5.1 (ب): تربیت کی استقامت:والدین کی جانب سے مسلسل اور مستقل تربیت بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انہیں ہر مرحلے پر بچوں کی رہنمائی کرنی چاہیے۔[39]

بچوں کے حقوق:

6.1 (الف): تعلیم کا حق:اسلام میں بچوں کی تعلیم کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٌ"[40]

ترجمہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"

7.1 (ب): عدل و انصاف کا حق:والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں بچوں کے رویوں پر والدین کے منفی اثرات کا جائزہ:

والدین کی غفلت:

8.1 (الف): تربیت کی کمی:والدین کی غفلت سے بچوں کی تربیت میں کمی واقع ہوتی ہے۔ قرآن میں ذکر کیا گیا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[41]

ترجمہ"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ"

والدین کی غفلت بچوں کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

9.1 (ب): تعلیم کی عدم فراہمی:والدین کی جانب سے بچوں کی تعلیم میں غفلت بچوں کے علمی معیار پر منفی اثر ڈالتی ہے، جس کا ذکر حدیث میں یوں ہے :

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے" (ابن ماجہ)

والدین کی سختی:

10.1 (الف): خوف اور عدم اعتماد:والدین کی سختی اور سخت تنقید بچوں میں خوف اور عدم اعتماد پیدا کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ليس منا من لم يَرحمْ صغيرنا، ويَعرفْ شَرَفَ كبيرنا"[42]

ترجمہ:"وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے"

11.1 (ب): محبت کی کمی:والدین کی جانب سے محبت کی کمی بچوں میں جذباتی عدم توازن پیدا کرتی ہے، جس سے بچوں کے رویے میں غصہ اور بدتمیزی آتی ہے۔

والدین کا برے اعمال:

12.1 (الف): : اخلاقی تربیت کی کمی:والدین کے برے اعمال بچوں کی اخلاقی تربیت میں کمی کا باعث بنتے ہیں، جس سے بچے غلط راستوں پر چل پڑتے ہیں۔

والدین کی ناانصافی:

13.1 (الف): عدل و انصاف کی عدم فراہمی:والدین کی ناانصافی بچوں کے دلوں میں حسد اور بغض پیدا کرتی ہے ۔ [43]

14.1 (ب): احساس کمتری:والدین کی ناانصافی بچوں میں احساس کمتری پیدا کرتی ہے، جس سے بچوں کے رویے میں منفی تبدیلی آتی ہے۔

والدین کی بدزبانی:

15.1 (الف): بدزبانی کا اثر:والدین کی بدزبانی بچوں پر منفی اثر ڈالتی ہے اور بچے بھی اسی رویے کو اپناتے ہیں[44] ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"المؤمن لا يطعن ولا يسب"

ترجمہ :"مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ ہی بدزبانی کرنے والا"

16.1 (ب): احترام کی کمی:والدین کی بدزبانی بچوں میں بڑوں کے احترام کی کمی کا باعث بنتی ہے، جس سے بچے معاشرتی آداب سے محروم رہتے ہیں۔

والدین کی عدم توجہ:

17.1 (الف): توجہ کی کمی:والدین کی جانب سے بچوں کی ضروریات اور احساسات کی عدم توجہ بچوں میں جذباتی عدم توازن پیدا کرتی ہے۔

والدین کی عدم توجہ سے بچے خود کو غیر اہم محسوس کرتے ہیں، جس سے ان کے رویے میں منفی تبدیلی آتی ہے۔

18.1 (ب): عدم تحفظ کا احساس:بچوں کو والدین کی طرف سے عدم توجہ ملنے پر عدم تحفظ کا احساس ہوتا ہے، جو ان کے رویے میں بے اعتمادی اور خوف پیدا کرتا ہے۔

والدین کی جھوٹ بولنے کی عادت:

19.1 (الف): سچائی کی کمی:والدین کی جھوٹ بولنے کی عادت بچوں پر منفی اثر ڈالتی ہے اور وہ بھی جھوٹ بولنے لگتے ہیں۔ اسلام میں جھوٹ بولنے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور حدیث میں آیا ہے:

"الكذب لا يجتمع مع الإيمان"

ترجمہ : "جھوٹ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا"

20.1 (ب): اعتماد کی کمی:والدین کی جھوٹ بولنے کی عادت سے بچوں کا والدین پر اعتماد کم ہو جاتا ہے، جس سے ان کے رویے میں منفی تبدیلی آتی ہے۔

والدین کی عدم موجودگی:

21.1 (الف): غیر موجودگی کا اثر:والدین کی غیر موجودگی بچوں پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ بچوں کو والدین کی غیر موجودگی میں صحیح رہنمائی اور محبت نہیں ملتی، جس سے ان کے رویے میں بے راہ روی آتی ہے ۔[45]

22.1 (ب): نگرانی کی کمی:والدین کی عدم موجودگی بچوں کی نگرانی میں کمی کا باعث بنتی ہے، جس سے بچے غلط راستوں پر چل پڑتے ہیں ۔[45]

والدین کی غیر اسلامی تربیت:

23.1 (الف): غیر اسلامی عادات:والدین کی غیر اسلامی عادات بچوں پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ بچوں کی تربیت میں والدین کی غیر اسلامی عادات سے بچوں کے رویے میں غیر اخلاقی اور غیر اسلامی عناصر شامل ہو جاتے ہیں۔

24.1 (ب): دین سے دوری: والدین کی غیر اسلامی تربیت بچوں کو دین سے دور کر دیتی ہے، جس سے بچوں کے رویے میں نیکی اور تقویٰ کی کمی آتی ہے ۔[46]

والدین کی مار پیٹ کے بعد بچے کی سوچ :

والدین کی مار پیٹ کے بعد بچہ خوف، گھبراہٹ اور بے اطمینانی کے احساس سے دو چار ہو جاتا ہے بلکہ خود اعتمادی سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ مزید یوں سوچنے لگتا ہے کہ والدین اس سے بالکل محبت نہیں کرتے۔ وہ اس سے لاتعلقی اختیار کر چکے ہیں اور اس کا شمار اچھے بچوں میں نہیں ہوتا۔ اس کی حفاظت و نگہداشت کرنے والے والدین اس کے خلاف ہو چکے ہیں ۔[47]

یہ منفی احساسات بچے کو نفسیاتی دباؤ (depression) سمیت مختلف بیماریوں اور اپنی ذات میں محدودیت اور شرمندگی و خجالت کا باعث بنتے ہیں۔ مار پیٹ بچے کے دل میں خوف کا باعث بنتی ہے، جس کی وجہ سے وہ والدین سے کسی بھی معاملہ میں تبادلہ خیال کرنے سے گھبراتا ہے ۔

بعض اوقات والدین کی مار پیٹ بھی بچے کو سرکش بنا دیتی ہے۔ اس میں ضد، غصہ اور غضب کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ وہ پٹنے کے احساس سے عاری اور والدین کے ڈر سے بے خوف ہو جاتا ہے ۔ نتیجتا ان سے گستاخی اور نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے غلط رویے پر ڈٹا رہتا ہے ۔ لہذا بچے کو منفی احساسات و جذبات سے بچانے کے لیے والدین کو مار پیٹ سے گریز کرنا چاہیئے۔

والدین کی مار پیٹ کے بُرے اثرات

والدین کی مار پیٹ درج ذیل برے اثرات مرتب کرتی ہے :

1. مار پیٹ سے بچے کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں۔

2. مار پیٹ سے بچے میں غصے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ لاشعوری طور پر والدین سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس میں مثبت اور تعمیری احساسات فنا ہوئے نلگتے ہیں اور وہ پڑھائی میں دل نہ لگا کر والدین کو ذہنی تکلیف پہنچاتا ہے۔

3. والدین کی مار پیٹ سے بچے اور والدین کے مابین محبت اور عزت و احترام کا رشتہ برقرار نہیں رہتا بلکہ خوف اور بے اعتمادی کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

4. مار پیٹ سے بچہ بصیرت اور دور اندیشی سے محروم ہونے لگتا ہے اور وہ ماتحتی اور ذہنی پسماندگی کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کی شخصیت کو کمزور کرنے کا باعث ہے۔ وہ بڑا ہو کر آسانی سے اپنے کمرے ساتھیوں کی اندھی تقلید کی طرف مائل ہو جاتا ہے ۔[48]

5. مار پیٹ بچے کی معیاری تربیت پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہے اور وہ حق و باطل اور صحیح و نما ریح و غلط کے مابین امتیاز کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ ہر چیز کا فیصلہ خوف زدگی کی کیفیت میں کرنے لگتا ہے جو اسے خود اعتمادی سے کلیتا محروم کردیتی ہے۔

6. مار پیٹ والدین اور بچے کے درمیان تبادلہ خیالات، مکالمہ اور گفت و شنید کے سلسلے کو معطل کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ باہمی مفاہمت کے امکانات بچوں کی ضروریات و نفسیات اور ان کے طرز عمل کے اسباب و محرکات سمجھنے کے مواقع ضائع کرنے کا باعث بنتی ہے۔

7. مار پیٹ بچے کو خوش دلی پر مبنی اقتداء اور پیروی کے عمل سے دور کر دیتی ہے اور جبری اطاعت کا عادی بنا دیتی ہے ۔[48]

8. مار پیٹ بچے کی شخصیت سے متعلق اس کے ذاتی شعور اور احساس کو ختم کر دیتی ہے اور وہ اپنی ذات کے حوالے سے احساسِ کمتری کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرے میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا نہیں کر سکتا۔

9. مار پیٹ بچے کی بلند ہمتی اور کامیابی کے یقین جیسی اعلیٰ صلاحیتوں کے حصول کو مشکل بنا دیتی ہے۔ وہ معاشرتی اخلاق و آداب میں ملکہ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

10. مار پیٹ سے صرف بچے کے ظاہری رویے کا تدارک ہوتا ہے جب کہ اصل اور حقیقی تربیت نظر انداز ہو جاتی ہے کیونکہ مار پیٹ کے اثرات بالعموم عارضی ثابت ہوتے ہیں اور دائمی طور پر مؤثر نہیں ہوتے[49]

11. مار پیٹ سے بچے کی فکر اور سوچ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور نہ اس سے بچے کا طرز عمل اصلاح کی طرف مائل ہوتا ہے۔

12. مار پیٹ بچے میں اخلاص اور صاف دلی کے اوصاف ختم کرنے کا بھی باعث بنتی ہے اور اس کے دل میں لوگوں سے خوف جنم لیتا ہے۔ پھر وہ کسی بھی کام کو محض سزا کے خوف سے ترک کرتا اور خوف کی وجہ سے سرانجام دیتا ہے ۔[49]

بچوں کی نفسیات نہ سمجھنے پر والدین کو مختلف رویوں کا سامنا:

ہر بچے کی کوئی نہ کوئی ذاتی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی شخصیت اور اس کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بچے کے ساتھ برتاؤ کرنے کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی بہتر رہنمائی اور عمدہ نشو و نما کی خاطر اس کی نفسیات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

بچہ جس وقت روحانی اور جسمانی نشو و نما کے مراحل طے کر رہا ہوتا ہے اس وقت اس کی اولین ضرورت یہ ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی حیثیت و اہمیت منوائے اور اس کا اظہار بھی کرے۔ یہ اس کی خود مختاری، خود اعتمادی اور ذاتی صلاحیتوں کے شعور و ادراک پر مبنی رحجان کا پہلا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے لیے بچہ مختلف قسم کے رویے اپنانے پر مجبور ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس کے یہ رویے والدین کی بے قراری اور پریشانی کا موجب بنتے ہیں جبکہ بچے کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کے والدین اسے نظر انداز نہ کریں ۔ بلکہ ایک مستقل شخصیت کے طور پر اس کا اعتراف کریں اور اس کے نمایاں وجود کو تسلیم کریں۔

جب والدین بچے کی نفسیات کو سمجھ نہیں پاتے تو انہیں بچے کے درج ذیل رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے :

ضد و عناد:

بچہ ضد اور انکار کے ذریعے والدین کی خواہش و آرزو کی کھلم کھلا مخالفت کرتاہے۔ والدین کی بات کو توجہ سے نہیں سنتا اور بیماری کے بہانے بھی بنانے لگتا ہے ۔[50]

توڑ پھوڑ:

جب والدین بچے کو سمجھ نہیں پاتے تو وہ توجہ حاصل کرنے کے لیے ارد گرد کی اشیاء کو توڑ نے پھوڑ نے لگتا ہے۔

کھانے سے انکار:

بچہ کھانا کھانے سے انکار کر کے والدین کو بے چین کر کے ان کی توجہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

شور وغل:

بچہ روزمرہ کے معمولات میں اپنی بات منوانے کے لیے شور و غل کا سہارا لیتا ہے۔

چیخنا چلانا:

بچہ والدین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے گھر آئے ہوئے مہمانوں کا بھی لحاظ یا خیال نہیں کرتا بلکہ ان کے سامنے چیختا چلاتا ہے۔ پھر والدین بھی مہمانوں کے سامنے پریشان کن رد عمل اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

خود ساختہ جھوٹ:

بچہ اپنی حیثیت منوانے کے لیے جھوٹ بول کر ایسے کارناموں کو سر انجام دینے کا دعوی کرتا ہے جن کا سرے سے کوئی وجود نہیں ہوتا۔ الغرض بچہ والدین کو متوجہ کرنے کے لیے مختلف پریشان کن رویے اختیار کرلیتا ہے ۔[50]

تعلیم حاصل کرنے کے باوجود آج کا بچہ پیچھے کیوں :

حقائق کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود آج کا بچہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر پیچھے ہے؟

1. پہلی وجہ اکثر والدین چاہتے ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے اور جیسے بھی ممکن ہو میرے بچے کی پوزیشن ہر صورت اول ہی آنی چاہیے۔ وہ اپنی اس خواہش کی تسکین کے لیے بھاری فیسیں ادا کر کے بچے کو ٹیوشن بھیجتے ہیں۔ ان ٹیوشن سنٹرز میں بچے کو فقط امتحانی نقطہ نظر سے منتخب اسباق کی تیاری کروائی جاتی ہے۔ اس طریقہ تدریس سے بچہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور رٹے لگا لگا کر صرف پوزیشن لینے کی تیاری کرتا ہے ۔[51]
2. دوسری وجہ والدین کی حد سے زیادہ مصروفیت ہے جس کے باعث بچے نظرانداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ والدین خود تو اپنے بچوں پر توجہ نہیں دے پاتے اور مصروفیت کے باعث ان کے ساتھ بہت کم وقت گزارتے ہیں۔ وہ انہیں ٹی وی اور انٹرنیٹ کا استعمال کروا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بچے دنیا سے ہم آہنگ چل رہے ہیں۔ انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ بچے جدید سہولیات کے غلط استعمال سے دیناور اخلاقیات سے کتنے دور ہو رہے ہیں ۔[52]
3. تیسری وجہ بعض والدین کا بچوں کو تمام سہولیات اور اعلیٰ تعلیم کی فراہمی کےساتھ زیادہ سختی سے پیش آنا ہے۔ ایسے بچے سہمی سہمی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کےدل میں والدین کا خوف بیٹھ جاتا ہے۔ وہ ہر وقت کی ڈانٹڈپٹ، نصیحت اور روک ٹوک سے والدین سے دور بھاگنے لگتے ہیں۔ گھر میں والدین اور اسکول میں والدین کی سختی سے بچوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان کی صلاحیتیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ مہنگے اسکوٹر میں جانے کے باوجود بہتر کارکردگی کامظاہرہ نہیں کر پاتے۔

بچوں کے رویوں پر والدین کے منفی اثرات کا شریعت اسلامی میں حل:

اسلامی تعلیمات والدین کو اپنے بچوں کی پرورش میں مثالی کردار ادا کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔ جب والدین کے منفی رویے بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں تو اس کے تدارک کے لیے چند اہم شرعی اصول و ہدایات دی گئی ہیں۔ یہاں ہم ان اصولوں کی تفصیل بیان کریں گے:

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیتوں کا خلاصۃ :

1. والد کے لیے مشروع ہے کہ اپنی اولاد کو ایسی وصیت کرے جو اُن کے لیے دنیا و آخرت میں نفع کا باعث ہو [53]۔

2. سب سے پہلے توحید کا حکم دے اور شرک سے براءت کی نصیحت کرے کیونکہ شرک ایک ایسا ظلم ہے جو تمام اعمال ضائع کر دینے والا ہے۔
3. اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ والدین کا شکریہ بھی ادا کرنا ان کے ساتھ نیک سلوک اور صلہ رحمی کرنا واجب ہے۔ صلہ رحمی کرنا واجب ہے۔
4. والدین کی اطاعت واجب تو ہے لیکن اگر وہ معصیت الٰہی کا حکم دیں تو پھر نہیں۔کیونکہ رسول اللہ کی ہم نے فرمایا

لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

ترجمہ"للہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف دنیا کےمعروف کاموں میں ہے"

5. توحید پرست مومنوں کے طریقے کی پیروی واجب ہے اور بدعتیوں کی پیردی کرنا حرام ہے۔
6. ہر ظاہر اور پوشیدہ جگہ میں اللہ تعالی کی نگرانی کا تصور قائم کیے رکھنا اور کسی نیکی یا برائی کو خواہ وہ قلیل اور چھوٹی سی ہو ہلکا اور حقیر نہ سمجھنا ۔[53]
7. نماز کو اس کے ارکان و واجبات کے ساتھ ادا کرنا اور اس میں ہر حالت اور رکن میں اطمینان وسکون اختیار کرنا ۔[53]
8. نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا واجب ہے یہ کام علم کی روشنی میں اور نرمی کے ساتھ کرنا اپنی استطاعت کے مطابق اس میں کوشش کرنا۔ نیز حکمت عملی اور بہترین نصیحت کے ساتھ اسے بروئے کار لانا۔ جیسے کہ رسول اکرم کی ہم نے فرمایا:

"مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِفَإِن لَّمْ يَسْتَطِعُ فَبِقَلْبِهِ، وَ ذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ [54]"

تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اُسے چاہئے کہ اُسے اپنے ہاتھ سے روکے اور تبدیل کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اُسے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے اُسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

9. نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے کو جن تکالیف کا سامنا کرناپڑے اُن پر صبر کرنا چاہئے کیونکہ یہ بہت ہمت و عزم والا کام ہے۔
10. تکبر اور اکڑ کر چلنا حرام ہے۔
11. میانہ روی کے ساتھ اعتدال سے چلنا چاہئے نہ بہت سست اور نہ بہت تیز ۔
12. آواز کو بلند کرنا ضرورت سے زیادہ اونچا کرنا گدھے کی عادات میں سے ہے۔لہذا اس سے بچنا چاہئے ۔[54]
13. ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔

اسلامی طرز عمل اور دینی منہج پر تربیت کرنے والے ایک باپ کا ذکر سینے جو اپنے بیٹے کی نہایت شاندار تربیت کر رہا ہے اور اسے بہت ہی پیاری پیاری وصیتیں کر رہا ہے جو اس قدر مفید ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے مقدس کلام یعنی قرآن مجید میں ذکر کیا۔

والدین کے کردار کی اہمیت:

والدین کا کردار بچوں کی تربیت میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بچے اپنے والدین کو دیکھ کر سیکھتے ہیں، اس لیے والدین کو خود مثالی کردار کا حامل ہونا چاہیے۔

اخلاقی تربیت:

بچوں کی اخلاقی تربیت والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، بچوں کو صحیح اور غلط کی تمیز سکھانا ضروری ہے۔

احادیث کی روشنی میں:

25.1 (الف): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کلکم راعٍ وکلکم مسؤول عن رعیته"

ترجمہ : "تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

مثبت رویے اختیار کرنا:

والدین کو چاہیے کہ وہ خود مثبت رویے اپنائیں تاکہ بچوں پر مثبت اثرات مرتب ہوں۔

26.1 (الف): نرمی اور شفقت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت میں دلچسپی لینا:

بچوں کی تعلیمی اور دینی تربیت میں والدین کی دلچسپی اور شرکت انتہائی ضروری ہے۔

27.1 (الف): اسلامی تعلیمات کے مطابق: بچوں کو علم کی روشنی فراہم کرنا والدین کا فریضہ ہے۔ حدیث میں مزکور ہیں :

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم"

ترجمہ : "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

دعا اور روحانی تربیت:

والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے لیے دعا کریں اور ان کی روحانی تربیت پر توجہ دیں۔

قرآن و حدیث میں دعا کی اہمیت:

"وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا "[55]

ترجمہ: "اور وہ (رحمان کے بندے) یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا"

تنقید کی بجائے حوصلہ افزائی:

والدین کو بچوں کی غلطیوں پر تنقید کرنے کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اور ان کی غلطیوں کو پیار سے درست فرماتے تھے۔

2 بچوں کے پریشان کن سوالات کو والدین کیسے حل کریں گے:

بچے جب پریشان کن سوالات کریں یا والدین انہیں کسی الجھن کا شکار دیکھیں تو انتہائی حکمت و دانش اور دانائی سے ان کے سوالات کا جواب دیں۔ اگر جواب دینا مناسب نہ سمجھیں تو ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے دل چسپ موضوع چھیڑ دیں تا کہ بچوں کا ذہن کسی اور طرف مبذول ہو جائے اور تجسس بھی پیدا نہ ہو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وقتی طور پر بچے کے شوق تجس کی تشفی ہو جائے ۔[56]

بچوں میں تجس کے مادے کا انحصار گھر کی فضا اور ماحولیاتی تربیت پر ہوتا ہے۔ بچے الجھن کا شکار ہی اس وقت ہوتے ہیں جب والدین ٹی وی پر فحاشی پر مبنی پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں اور بچے ان کے پاس بیٹھے اسکول کا ہوم ورک کرنے کے ساتھ ساتھ ٹی وی بھی دیکھتے ہیں۔ لامحالہ اس طرح ان کا ذہن برائی کی طرف راغب ہوتا ہے اور ان کے ذہنوں میں مختلف سوالات ابھرتے ہیں۔ پھر وہ معلومات حاصل کرنے کے لیے موبائل فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔

والدین کو کوشش کرنی چاہیے کہ بچوں کو خاص عمر کے حصے تک ان معلومات سے حکمت کے ساتھ اس طرح بچائیں کہ ان میں تجسس پیدا نہ ہو۔ ایسا دل و دماغ کے تزکیہ سے ہوتا ہے جو کہ گھر کے پاکیزہ ماحول کے بغیر ممکن نہیں۔ والدین بچوں کو دن بھر ایسا خوش گوار مذہبی اور علمی ماحول دیں جس سے ان کے ذہنوں میں اس طرح کے جرثومے ہی پیدا نہ ہوں کہ وہ ایسے سوالات کریں کہ جن کے بارے میں انہیں عمر کی خاص حد تک نہیں جاننا چاہیے ۔[57]

سوال: بچوں میں خود اعتمادی کیسے پیدا کی جائے؟

جواب: بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے درج ذیل نکات مدد گار ثابت ہوتے ہیں:

1. بچے کو احساس دلایا جائے کہ وہ نہایت پیارا اور اچھا بچہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے اچھے کاموں کی توصیف و ستائش کی جائے۔ مثال کے طور پر جب وہ بھائی کو اپنے کھلونوں میں سے سب سے اچھا کھلونا کھیلنے کے لیے پیش کرتا ہے تو اس موقع پر یوں کہا جائے : " بیٹا! آپ بہت ہم درد، بلند ہمت اور باوقار ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے والدین اپنے بچے کے لیے خوبی اور نفاست کے

2. اسباب مہیا کرنے کی کوشش کریں اور اسے یوں کہیں : " بیٹا! آؤ اور یہاں بیٹھ کرکھیلو۔ بجائے اس کے کہ اسے کہیں : " اپنے بھائی سے دور ہو کر بیٹھو ۔[58]

3. والدین بچے سے جب کسی مخصوص اور متعین کام میں معاونت چاہ رہے ہوں تو انہیں چاہیے کہ وہ اس کے سامنے اپنے مقصد کی خوب وضاحت کر دیا کریں۔ اسے یوں نہ کہیں کہ "کھلونوں سے راستہ بند ہو جاتا ہے بلکہ اسے کہیں: بیٹا! اپنے تمام کھلونوں کو اکٹھا کر کے راستے سے دور کسی خاص جگہ پر رکھ کر احسن انداز سے کھیلو۔"

4. بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردارموقع کی مناسبت سے بچے کا شکریہ ادا کرنا بھی والدین کی ان کوششوں کو نبار آور کرتا ہے، جو وہ بچے کے اعتماد کو مضبوط کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے بچے میں فہم وفراست آتی ہے اور اسے دوسرے لوگوں کا شکر یہ ادا کرنے کا فن آ جاتا ہے ۔[59]

5. بچہ قاعدے، قانون اور واضح نظم وضبط کا محتاج ہوتا ہے تاکہ اسے تحفظ کا احساس رہے، لہذا والدین بچے سے جس قسم کے اخلاق و کردار اور معاملات کو پسند کرتے ہوں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اس کے لیے واضح حدود کا تعین کریں اور قواعد وضوا رہا کے متعلق بچے کی خوب محمہداشت کریں تاکہ بچے کا ذہن انتشار کی طرفمائل نہ ہو سکے۔

6. بچے سے جب کوئی غلط کام صادر ہو جائے تو اسے سلامت نہ کیا جائے اورنہ اسے کسی کمرے لقب سے نوازا جائے ۔ اس کے لفاظ رویے پر تنقید ضرور کی جائے مگر اس کی عزت نفس مرکز مجروح نہ کی جائے [59]۔

حوالہ جات

1. بلیاوی مصباح اللغات مکتبہ قدوسیہ لاہور صفحہ 852

2. Center book Islamic Lahore p1008 1 Vol Lexicon .English Aabic An Lanc William Edward

3. القرآن : سورۃ سبا 34: آیت 15

4. ان کا اصل نام ابو القاسم حسین بن محمد بن مفضل بن محمد ہے اصفہان میں پیدا ہوئے جس کی نسبت سے امام راغب اصفہانی کے نام سے مشہور ہیں۔ زندگی کا زیادہ تر حصہ بغداد اور اصفہان میں گزارا اور قیمتی تصانیف چھوڑیں جن میں۔ ایک رسالہ میں فوائد القرآن لکھے جو اب نایاب ہے، کہتے ہیں علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف نے اس سے بہت استفادہ کیا۔ امام راغب علم و فضل میں یگانۂ روزگار تھے، مؤلفِ جامع علوم و فنون ہونے کے ساتھ بلند پایہ صوفی بھی تھے اور ادب و فلسفہ، جملہ علوم میں ان کا پایہ بہت بلند تھا اور انھوں نے قرآن پاک کی ایک بہت بڑی تفسیر بھی لکھی ہے۔ علامہ ذہبی نے ان کا تذکرہ “ طبقات المفسرین ” میں کیا ہے اور امام سیوطی ان کو لغت و نحو کے ائمہ میں شمار کرتے ہیں، مختلف تذکروں میں حکیم، ادیب، مفسر، کی حیثیت سے ان کا تعارف کروایا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف ہمہ

فنی امام تھے اور بیک تفسیر و لغت کے امام ہونے کے ساتھ بہت بڑے حکیم اور صوفی تھے۔ امام راغب کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں ۔ امام راغب کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔ محاضرات الادباء، حل متشابہات القرآن، المفردات فی غریب القرآن،

5. اصفہانی مفردات القرآن اہل حدیث اکادمی لاہور صفحہ 273

6. ندوی محمد حنیف لسان القرآن ادارہ ثقافت اسلامیہ صفحہ 45

7. ابو الثناء شہاب الدین سید محمود بن عبد اللہ بن محمود الحسيني آلوسی بغدادی، یک معروف مسلمان عالم دین تھے۔ آپ اپنی تصنیف تفسیر روح المعانی کے باعث مشہور ہیں۔

8. آلوسی محمود روح المعانی دار احیاء التراث العربی بیروت جلد 3صفحہ 401

9. طلال بن علی متی احمد مادۃ اصول التربیۃ الاسلامیہ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ ص 8

10. نور الحسن نوراللغات نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد طبع سوم جلد 1صفحہ950

11. مفتی ثناء اللہ محمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تربیت دار اشاعت کراچی ص 29

12. اصفہانی ، امام راغب المفردات القران ج 1 ص134

13. حمیداللہ ، عہد نبوی ﷺ میں نظام تعلیم مدیر محمد طفیل نقوش رسول نمبر 4 لاہور ادارہ فروغ اُردو ص125

14. بخاری محمد بن اسماعیل الصحیح البخاری کتاب العتق باب فضل من ادب جاریتہ وعلمہا رقم الحدیث 2547

15. ابن حجر عسقلانی مشہور محدث تھے جنھوں نے بخاری کی شرح فتح الباری لکھی، اصل نام احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد۔ابن حجر کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مشہور علمی خاندان آل حجر میں سے تھے۔ اس عظیم خاندان مین محدثین وفقہا کثیر تعداد میں پیدا ہوئے۔آپ کے ولادت قاہرہ میں ہوئی ، امیر المؤمنین فی الحدیث، حافظ الحدیث، شیخ الاسلام امام المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے بلند پایہ عالمِ ربانی تھے آپ کی صورت و سیرت ہی ایسی تھی اس میں احادیث کے مختلف رنگ ظاہر ہوتے۔ آپ کے زمانے کے سب علما کا اس بات پر اتفاق تھا علم میں، احادیث کی یاداشت میں، دیگر علوم و فنون کی مہارت میں آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ آپ نے 79 سال 3 ماہ 26 یوم کی عمر میں اتوار 8 ذوالحجہ 852ھ بمطابق 2 فروری 1449ء کو بعد نمازِ عشاء انتقال کیا۔

16. فتح الباری جلد 4 صفحہ 123

17. طبرانی ، مکارم اخلاق صفحہ 132

18. مفاتیح الغیب جلد 1صفحہ 145

19. اشرف علی تھانوی (1863ء - 1943ء) ایک بھارتی دیوبندی حنفی عالم، صوفی، چشتی مرشد اور بیان القرآن اور بہشتی زیور جیسی کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ تھانوی کا انتقال؛ 16 رجب 1362ھ م 20 جولائی 1943ء کو 80 سال، 3 ماہ، 11 دن کی عمر میں ہوا، ان کی نماز جنازہ ظفر احمد عثمانی نے پڑھائی اور وہ تھانہ بھون کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

20. تھانوی، اشرف علی، سلسلہ مواعظ دین ودنیا ملتان ادارہ تالیفات اشرفیہ ص 123۔
21. القران : سورۃ الا علی 87: ایت 14۔15
22. القران : سورۃ التحریم 66 : 6
23. سنن ابی داود کتاب الخراج والامارۃ والفیء باب مایلزم الامام من حق الرعیۃ رقم الحدیث 2928
24. القران : سورۃ الروم آیت 60
25. خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳ / ۴۶۳، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ص۹۰۸،
26. بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات ہل یصلی علیہ۔۔۔ الخ، ۱ / ۴۵۷، الحدیث: ۱۳۵۸، مسلم، کتاب القدر، باب کلّ مولود یولد علی الفطرۃ۔۔۔ الخ، ص۱۴۲۸، الحدیث: ۲۲(۲۶۵۸
27. الصواعقُ المُحرقہ، المقصدُالثانی فیماتضمنتہ تلک الآیۃ من طلب محبۃ آلہ، ص۱۷۲
28. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:283-284
29. فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو حفظہ اللہ ،اسلام میں بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین اوراساتذہ کی ذمہ داریاں (لاہور:حدیبیہ پبلیکیشنز ، سن اشاعت: اپریل 2004 ء)، ص:39
30. محمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 6054-
31. محمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 63-66
32. محمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 71-75
33. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:288
34. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:289
35. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص: 290
36. سورۃ التحریم 66:6
37. سورۃ القمان 31:9
38. سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ باب ماذُکر فی دعوۃ المسافر رقم الحدیث 3448

39. الصحیح المسلم کتاب القدر باب مَعْنَى كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ، رقم الحدیث 6755

40. محمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 75-79

41. سنن ابن ماجہ کتاب العلم باب فضل العلم

42. 1 سورة التحريم 66:6

43. الصحیح البخاری رقم الحدیث 5445

44. احمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 33

45. احمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 40

46. احمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 36

47. حمد رضی الرحمن قاسمی ،اولاد کی تربیت کوتاہیاں اوررہنما اصول ، (دربھنگہ :مدرسہ حینیہ تعلیم الاسلام گیاری پوسٹ بیرول ضلع دربھنگلہ ، سن اشاعت: 2020 ء)، ص: 48

48. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:296

49. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:297-301

50. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:302

51. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:176-177

52. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:134

53. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:265

54. فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو حفظہ اللہ ،اسلام میں بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین اوراساتذہ کی ذمہ داریاں (لاہور:حدیبیہ پبلیکیشنز ، سن اشاعت: اپریل 2004 ء)، ص:84

55. صحیح مسلم کتاب الایمان باب بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الإِيمَانِ وَأَنَّ الإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ:

56. سورۃ الفرقان 25:74

57. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:291

58. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:292

59. شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار ،(لاہور:منہاج القرآن پرنٹرز، سن اشاعت: دسمبر 2016 ء)، ص:293

References

[1] Bilyawi Misbah. Al-Lughat. Lahore: Maktabah Qudusiyyah; p. 852.

[2] Edward WL. An Arabic-English Lexicon. Vol 1. Lahore: Islamic Book Center; p. 1008.

[3] Al-Quran. Surah Saba 34: Ayah 15.

[4] Raghib Isfahani. Al-Mufradat fi Gharib al-Quran. Lahore: Ahl-e-Hadith Academy; p. 273.

[5] Nadwi Muhammad Hanif. Lisan al-Quran. Lahore: Idarah Saqafat-e-Islamiyyah; p. 45.

[6] Alusi Mahmood. Ruh al-Ma'ani. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi; Vol 3, p. 401.

[7] Talal bin Ali Matti Ahmad. Madda Usul al-Tarbiyyah al-Islamiyyah. Makkah: Jamia Umm al-Qura; p. 8.

[8] Noor al-Hasan. Noor al-Lughat. Islamabad: National Book Foundation; Third Edition, Vol 1, p. 950.

[9] Mufti Sanaullah Mahmood. Rasulullah's (PBUH) Method of Training. Karachi: Dar al-Isha'at; p. 29.

[10] Raghib Isfahani. Muhadarat al-Adibaa, Hal Mutashabihat al-Quran.

[11] Dhahabi. Tabaqat al-Mufassirin; Suyuti. Counted among the Imams of Language and Grammar.

[12] Isfahani R. Al-Mufradat fi Gharib al-Quran. Vol. 1. p. 134.

[13] Hamidullah M. Nizam-e-Taleem Dar Ahd-e-Nabawi ﷺ. In: Tufail M, editor. Naqoosh Rasool Number 4. Lahore: Idara Farogh Urdu; p. 125.

[14] Bukhari MI. Al-Sahih al-Bukhari. Kitab al-'Itq, Bab Fadl man Addaba Jariyatahu wa 'Allamaha. Hadith No. 2547.

[15] Asqalani IH. Ibn Hajar Al-Asqalani: Muhaddith and Commentator of Sahih Bukhari. Ibn Hajar was a renowned hadith scholar known for his commentary on Sahih Bukhari, *Fath al-Bari*. He was born in Cairo and was recognized as one of the most prominent hadith scholars of his time. He passed away on 8 Dhul-Hijjah 852 AH (2 February 1449 CE).

[16] Fath al-Bari. Vol. 4. p. 123.

[17] Tabarani. Makarim al-Akhlaq. p. 132.

[18] Fakhr al-Din al-Razi. Mafatih al-Ghayb. Vol. 1. p. 145.

[19] Thanvi A. Ashraf Ali Thanvi: Life and Works. Ashraf Ali Thanvi (1863–1943) was an Indian Deobandi Hanafi scholar, Sufi, and Chishti spiritual guide. He authored several books, including *Bayan al-Quran* and *Bahishti Zewar*. Thanvi passed away on 16 Rajab 1362 AH (20 July 1943) at the age of 80 years, 3 months, and 11 days. His funeral prayer was led by Zafar Ahmad Usmani, and he was buried in Thana Bhawan cemetery.

[20] Thanwi A. Silsila Mawaiz Din-o-Duniya. Multan: Idara Talifat Ashrafiya; p. 123.

[21] The Holy Quran. Surah Al-A'la .15-87:14

[22] The Holy Quran. Surah At-Tahrim 66:6.

[23] Abu Dawood. Sunan Abi Dawood. Kitab al-Kharaj wa al-Imarah wa al-Fay'. Bab Ma Yalzam al-Imam min Haqq al-Ra'iyyah. Hadith No. 2928.

[24] The Holy Quran. Surah Ar-Rum 30:60.

[25] Khazin. Tafsir al-Khazin. Ar-Rum, under Ayah 30. Vol. 3. p. 463,Madarik. Tafsir al-Madarik. Ar-Rum, under Ayah 30. p. 908.

[26] Bukhari MI. Kitab al-Jana'iz. Bab Iza Aslama al-Sabi Fa Mata Hal Yusalla Alayh. Vol. 1. p. 457. Hadith No. 1358,Muslim. Kitab al-Qadr. Bab Kullu Mawlud Yulad 'ala al-Fitrah. p. 1428. Hadith No. 22(2658).

[27] Ibn Hajar al-Haytami. Al-Sawa'iq al-Muhriqah. Al-Maqsad al-Thani fi ma Tadammanathu Tilk al-Ayah min Talab Mahabbat Allah. p. 172.

[28] Qadri MT. Bachon Ki Taleem o Tarbiyat aur Walidain ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. .284-283

[29] Zino MJ. Islam mein Bachon Ki Taleem o Tarbiyat aur Walidain aur Asatiza ki Zimmedariyan. Lahore: Hudaibiya Publications; April 2004. p. 39.

[30] Qasmi MR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. .60-54

[31] Qasmi MR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. .66-63

[32] Qasmi MR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. .75-71

[33] Qadri MT. Bachon Ki Taleem o Tarbiyat aur Walidain ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 288.

[34] Qadri MT. Bachon Ki Taleem o Tarbiyat aur Walidain ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 289.

[35] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 290.

[36] The Holy Quran. Surah At-Tahrim 66:6.

[37] The Holy Quran. Surah Luqman 31:9.

[38] Tirmidhi. Sunan al-Tirmidhi. Kitab al-Da'wat 'an Rasulullah ﷺ. Bab Ma Dhukir Fi Da'wat al-Musafir. Hadith No. 3448.

[39] Muslim. Al-Sahih Muslim. Kitab al-Qadr. Bab Ma'na Kullu Mawlud Yulad 'ala al-Fitrah wa Hukm Mawt Atfal al-Kuffar wa Atfal al-Muslimin. Hadith No. 6755.

[40] Qasmi MR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. .79-75

[41] Ibn Majah. Sunan Ibn Majah. Kitab al-Ilm. Bab Fadl al-Ilm.

[42] The Holy Quran. Surah At-Tahrim 66:6.

[43] Bukhari MI. Al-Sahih al-Bukhari. Hadith No. 5445.

[44] Qasmi AR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. 33.

[45] Qasmi AR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. 40.

[46] Qasmi AR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. 36.

[47] Qasmi AR. Aulad ki Tarbiyat: Kotahiyan aur Rahnuma Usool. Darbhanga: Madarsa Hiniya Taleem-ul-Islam, Ghyari Post, Biraul, District Darbhanga; 2020. p. 48.

[48] Qadri MT. Bachon Ki Taleem o Tarbiyat aur Walidain ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 296.

[49] Qadri MT. Bachon Ki Taleem o Tarbiyat aur Walidain ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. .301-297

[50] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 302.

[51] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. .177-176

[52] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 134.

[53] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 265.

[54] Zino MJ. Islam Mein Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden aur Asatiza ki Zimmedariyan. Lahore: Hadeebiya Publications; April 2004. p. 84.

[55] Sahih Muslim. Kitab al-Iman, Bab Bayan Kawn al-Nahy an al-Munkar min al-Iman wa anna al-Iman Yazidu wa Yanqus wa anna al-Amr bil-Maruf wa al-Nahy an al-Munkar Wajiban.

[56] Al-Qur'an, Surah Al-Furqan 25:74.

[57] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 291.

[58] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 292.

[59] Qadri TM. Bachon ki Taleem o Tarbiyat aur Waliden ka Kirdar. Lahore: Minhaj-ul-Quran Printers; December 2016. p. 293.